Urdu

Gifting the Dead with Reading of the Qur'aan by the Living

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ () لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

<<That he or it (Muhammad or the Qur'aan) may give warning to him who is living>>

[Surah Ya-seen: 70]

A Collection of Fatawa from Several of the Great Scholars

Shaykh ul Islaam Ibn Taymeeyah

Shaykh Abdul Azeez bin Abdullaah Bin Baz

Shaykh Ubayd al-Jabiri

Shaykh Rabee bin Hadi al-Madkhali

Shaykh Muhammad Nasir uddeen Al-Albaani

Lajna ad-Daima

-May Allaah the Most-High Have Mercy Upon Them-

زندوں کا میت کو قرآن پڑھ کر تحفہ بھیجنا

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا﴾

ترجمہ:

"یہ (قرآن) تو محض ایک نصیحت ہے اور ایک واضح قرآن ہے، تاکہ وہ (قرآن) اُس شخص کو ڈرائے جو (حقیقی معنوں میں) زندہ ہے۔" [سورة یٰس: ٦٩-٧٠]

کئی عظیم علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

- **شیخ الاسلام ابن تیمیہ**
- **شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز**
- **شیخ عبید الجابری**
- **شیخ ربیع بن ہادی المدخلی**
- **شیخ محمد ناصر الدین البانی**
- **اللجنہ الدائمہ (Lajna ad-Daima)**

- اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے -

Contents

حصہ ١ – مُردوں کو اپنے اعمال کا تحفہ دینا ٤
حصہ ٢ – مُردے کے گھر قرآن پڑھنے کا حکم ٤
حصہ ٣ – مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کا حکم............ ٨
حصہ ٤ – مرنے والے کیلئے قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ جبکہ نیت ثواب اور فائدہ کی ہو؟ ١٣
حصہ ٥ – کیا زندوں کے اعمال سے مرنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء کیوں ہیں؟............ ١٤
حصہ ٦ – قرآن پڑھ کر ثواب دینا سلف صالحین کا طریقه نہیں تھا ١٧
حصہ ٧ – میت کے لیے قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ١٨
حصہ ٨ – میت کے لیے قرآن پڑھنا ١٩
حصہ ٩ - میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب پہنچنا ٢٣
حصہ ١٠ کیا قرآن کی تلاوت کا ثواب بھیجنا جائز ہے؟............ ٣٠

حصہ ۱ – مُردوں کو اپنے اعمال کا تحفہ دینا

امام ابن تیمیہ رحمہ اللّٰہ نے کہا:

"سلف کا طریقہ یہ نہیں تھا کہ وہ نفل نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، حج کر کے یا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو تحفہ دیتے۔ بلکہ ان کا طریقہ دعا کرنا تھا، جیسا کہ پہلے آ چکا ہے۔ لہذا لوگوں کے لیے بہتر اور کامل طریقہ، یعنی سلف کرام کے طریقے سے ہٹنا درست نہیں ہے۔ "

]حاشية العلامة ابن قاسم الحنبلي على الروضة ٣/١٤٠[

حصہ ۲ – مُردے کے گھر قرآن پڑھنے کا حکم

حضرت شیخ عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز رحمہ اللّٰہ کی فتاوی سے ماخوذ

سوال:

کیا مُردے کے لیے قرآن پڑھنا – یعنی مُردے کے گھر میں قرآن کی کاپیاں رکھنا اور کچھ مسلمان پڑوسی اور دوست آکر ہر

ایک اپنا حصّہ پڑھ لیتا ہے، پھر اپنے کام پر چلا جاتا ہے اور اس کے لیے کوئی اجرت نہیں لی جاتی۔

پھر جب وہ پڑھنا ختم کر دیتے ہیں تو مُردے کے لیے دعا کرتے ہیں اور اسے قرآن پڑھنے کا ثواب عطا کرتے ہیں... کیا یہ تلاوت اور دعا مُردے تک پہنچتی ہے اور کیا اسے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

میں فائدہ کی امید رکھتا ہوں اور آپ کا شکر گزار ہوں... اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ میں نے کچھ علماء کو یہ کہتے سنا ہے کہ یہ بالکل ممنوع ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔

جواب:

یہ عمل اور اس جیسی چیزیں بے بنیاد ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی کہ وہ مُردوں کے لیے پڑھتے تھے۔

بلکه نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا :

من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد

”جو شخص ہمارے حکم کے بغیر کوئی عمل کرے گا تو وہ عمل مردود ہوگا۔ “

مسلم نے اپنی صحیح کتاب میں روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے مکمل سند کے بغیر ذکر کیا ہے لیکن اس کی صحت پر تاکید کی ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم کی دونوں صحیحین میں حضرت عائشه رضی الله عنها سے نبی صلی الله علیه وسلم کی حدیث ہے که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا:

من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد

”جو شخص اس معاملے میں نئی بات ایجاد کرے گا جو اس سے متعلق نہیں ہے تو وہ مردود ہوگا۔ “

مسلم کی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنه سے روایت ہے که نبی صلی اللہ علیه وسلم جمعه کے خطبے میں فرماتے تھے :

”اما بعد:

بے شک سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیه وسلم کی ہدایت ہے اور سب سے برے کام نئے ایجاد کردہ کام ہیں۔ ہر نئی ایجاد شدہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ “

نسائی نے ایک اضافی عبارت صحیح سند کے ساتھ ذکر کی ہے: ”اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔ “

جہاں تک مُردے کے لیے صدقه اور اس کے لیے دعا کرنے کا تعلق ہے تو یه فائدہ مند ہے اور ان تک پہنچتا ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدرت ہے اور اللہ کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

مجموعه فتاوی ابن باز جلد ٤ صفحه ٣٣٩

حصہ ٣ – مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کا حکم

الشیخ عبدالعزیز ابن باز

سوال:حضرت شیخ صاحب سے گزارش ہے کہ ہم کیا مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنا جائز ہے؟ اور اس بارے میں آنے والی احادیث کا کیا حکم ہے؟

جواب: مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ قرآن پڑھنے کا مقصد زندوں کو فائدہ پہنچانا اور انہیں اللہ کی کتاب سمجھنا ہے۔ مَرْدے کی قبر پر یا اس کی موت کے بعد قبر میں دفن کرنے سے پہلے یا کسی اور جگہ اس کے لیے قرآن پڑھ کر اسے ثواب پہنچانے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔

کچھ علماء نے کتابیں لکھ کر مَرْدے کے لیے پورے قرآن پڑھنے کو جائز اور مستحب قرار دیا ہے اور اسے صدقه کے زمرے میں رکھا ہے۔ لیکن کچھ علماء کا کہنا ہے کہ یہ امور ثبوت

پر منحصر ہیں، یعنی یہ عبادات کے زمرے میں آتے ہیں اور انہیں صرف شرعی ثبوت کے ساتھ ہی کیا جا سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جو شخص ہمارے حکم کے بغیر کوئی عمل کرے گا تو وہ مردود ہوگا۔ "

اس مسئلے میں کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے جو مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کی اجازت دیتا ہو۔

اس مسئلے میں کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے جو مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کی مشروعیت ظاہر کرتا ہو، لہذا اصل پر قائم رہنا ضروری ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ عبادت ثبوت پر منحصر ہے۔

لہذا مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنا درست نہیں ہے، اس کے برعکس اس کی طرف سے صدقہ دینا، اس کے لیے دعا کرنا، حج، عمرہ اور قرض ادا کرنا، یہ سب چیزیں اس کے لیے فائدہ مند ہیں۔

اس کی دلیل احادیث میں موجود ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

»إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له «

"جب آدم کا بیٹا مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کاٹ دیئے جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے: جاری صدقہ، مفید علم اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ "

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ} - أي بعد الصحابة - {يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ}

"اور ان لوگوں نے کہ جو ان کے بعد آئے کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اگلے ایمان والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھنا

جنہوں نے ایمان لایا ہے اے ہمارے رب! تو بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔" (سورۃ الحشر: ١٠)

تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو ان لوگوں کے لیے دعا کرتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مَرْدوں کے لیے دعا کرنا جائز ہے اور اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح صدقہ بھی ان کے لیے فائدہ مند ہے جس کی دلیل اوپر والی حدیث ہے۔

اور یہ ممکن ہے کہ وہ اس مال سے صدقہ دے جو وہ کسی کو قرآن پڑھنے کے لیے دیتا ہے ، اس سے غریب اور محتاج لوگوں کو صدقہ دے سکتے ہیں اور نیت کر سکتے ہیں کہ یہ مَرْدے کے لیے ہے اور اس سے مَرْدے کو فائدہ پہنچے گا اور وہ بدعات کے گند سے بچ جائے گا۔

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: "اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے لگتا ہے کہ اگر وہ بولتی تو صدقہ

دیتی۔ کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقه دوں گا تو اسے ثواب ملے گا؟ "

نبی کریم صلی اللہ علیه وسلم نے فرمایا: "ہاں۔ "

تو رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے واضح کیا که مَرْدے کی طرف سے صدقه دینا اس کے لیے فائدہ مند ہے اور اسی طرح اس کی طرف سے حج اور عمرہ کرنا بھی۔

اس کی دلیل احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح قرض ادا کرنا بھی اس کے لیے فائدہ مند ہے۔ لیکن مَرْدے کے لیے قرآن پڑھنے کا ثواب یا اسے قرآن کا صدقه کرنے کا ثواب، اس کے لیے نماز پڑھنے یا نفل روزے رکھنے کا ثواب، یه سب چیزیں بے بنیاد ہیں اور صحیح یہی ہے که یه شریعت میں نہیں ہے۔

مجموعه فتاوی ابن باز جلد ٤ صفحه ٣٤٠-٣٤١

حصہ ٤ ۔ مرنے والے کیلئے قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ جبکہ نیت ثواب اور فائدہ کی ہو؟

شیخ عبید بن عبداللہ الجابری

سوال :مرنے والے کیلئے قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ جبکہ نیت ثواب اور فائدہ کی ہو؟

شیخ عبید بن عبداللہ الجابری

جواب :اس مسئلے کا اصل یہ ہے کہ مرنے والے کو زندہ لوگوں کی طرف سے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے :﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ [النجم:٣٩] 《 اور انسان کے لیے صرف اس کے اعمال ہی ہیں (اچھے یا برے) 》یہ آیت اپنی عمومیت کی وجہ سے قطعی ہے کہ زندوں کے اعمال مردوں تک نہیں پہنچتے۔

کیا اس میں کوئی استثناء ہے؟

جواب، جی ہاں، کتاب و سنت کی نصوص میں استثناء موجود ہیں۔ ان میں سے ایک جنازہ نماز میں یا اس کے علاوہ مرنے والے کے لیے دعا کرنا، اس کا قرض ادا کرنا، کسی رشتہ دار کا اس کی طرف سے صدقه دینا، اس کی طرف سے حج یا عمرہ کرانا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ روزہ، حج، عمرہ، نذر اور کفارہ کا قرض ادا کرنا شامل ہے۔

یه وہ بات ہے جس کی شہادت دیتے ہیں دلائل اور مسلمان پر لازم ہے که وہ دلائل پر ہی اکتفا کرے۔

https://miraath.net/ar/content/fatawa/8883911

حصہ ٥ – کیا زندوں کے اعمال سے مرنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء کیوں ہیں؟

شیخ د. ربيع بن هادي المدخلي

سوال :کیا زندوں کے اعمال سے مرنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء کیوں ہیں؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے فرمایا" :اور انسان کے لیے صرف اس کے اعمال ہی ہیں (اچھے یا برے)"

یہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر بعض علماء کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنا مرنے والے تک نہیں پہنچتا۔ تاہم، دعا اور صدقہ مرنے والے تک پہنچتے ہیں، جیسا کہ قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ اسی طرح، اپنے قریبی رشتہ داروں کی طرف سے حج کرنا بھی سنت میں آیا ہے۔

کچھ لوگ اس سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنا بھی مرنے والے تک پہنچتا ہے، اور بعض نیک اماموں نے بھی یہی رائے رکھی ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مرنے والوں کے لیے قرآن پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر مرنے والوں کو اس سے فائدہ پہنچتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ان سے روکتے نہیں۔

دراصل، آپ خود اپنے صحابہ اور رشتہ داروں کے لیے قرآن پڑھتے اور مسلمانوں کو بھی اپنے مرنے والوں کے لیے قرآن

پڑھنے کا حکم دیتے۔ اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام نہ کیا ہو تو وہ سنت کے خلاف ہے۔

بہت سے لوگ مرنے والوں کے لیے قرآن پڑھتے ہیں، ماتم کے موقع پر جمع ہوتے ہیں، کھانا پیتے ہیں وغیرہ۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف اور بدعت ہے۔

اگر یہ کام اچھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سب سے پہلے یہ کام کرتے۔

مسلمانوں کے اعمال، ان کی دعائیں، مغفرت مانگنا، صدقہ دینا اور ان کی طرف سے حج کرنا، یہ سب کچھ مرنے والوں تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بتایا ہے۔ لیکن قرآن پڑھنا اور اس طرح کے دیگر کاموں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث یا فرمان نہیں آیا۔

(عون الباري بيان ما تضمنه شرح السنة للإمام البربهاري ص : ٤٠٥).

حصہ ٦ – قرآن پڑھ کر ثواب دینا سلف صالحین کا طریقہ نہیں تھا

شیخ محمد ناصر الدین البانی

سوال :کیا مرنے والے کے لیے قرآن پڑھ کر اس کا ثواب دینے سے پڑھنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے؟ شیخ الاسلام صاحب نے کہا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

جواب :شیخ البانی صاحب نے کہا کہ ابن تیمیہ کے دو فتاویٰ ہیں۔ ایک کے مطابق، مرنے والوں کے لیے قرآن پڑھ کر ثواب دینا سلف صالحین کا طریقہ نہیں تھا۔ دوسرا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔

قرآن پاک میں آیت ہے کہ "ہر انسان کو اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ملے گا"۔ یہ آیت عام ہے اور اس میں استثناء نہیں ہے،

سوائے ان باتوں کے جن کی اجازت قرآن و سنت میں موجود ہو۔

مرنے والوں کے لیے دعا کرنا، ان کے قرض ادا کرنا، ان کے لیے صدقه دینا، یه ایسے اعمال ہیں جن سے انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن مرنے والوں کے لیے قرآن پڑھ کر ثواب دینا سلف صالحین کے طریقے میں شامل نہیں تھا۔

سلسلة الهدى والنور-٢٠٢

حصہ ٧ – میت کے لیے قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

میت کے لیے قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

شیخ محمد ناصر الدین البانی

سائله:

کیا یه جائز ہے که کوئی شخص مثلاً میت کے لیے قرآن پڑھے؟

شیخ:

اگر پڑھنے والا میت کا بیٹا ہے، تو وہ اپنے والد اور والدہ کی روح کے لیے پڑھ سکتا ہے، وہ صدقہ دے سکتا ہے اور ہر نیک کام کر سکتا ہے۔ والدین کو اس سے فائدہ ہوتا ہے، حتیٰ کہ قرآن پڑھنے سے بھی۔ تاہم، قبر کے پاس پڑھنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی خاص طور پر تین دن، چالیس دن، یا سالانہ پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ بہت سے لوگوں کا رواج ہے۔

رہا یہ کہ وہ محض اللہ کی خاطر اور گھر میں پڑھے، چاہے پڑھنے والا بیٹا ہو یا بیٹی، تو یہ **صرف والد اور والدہ** کے لیے ہوگا۔

[فتاویٰ عبر الهاتف والسيارة - کیسٹ نمبر: ١٦٦]

حصہ ٨ – میت کے لیے قرآن پڑھنا

میت کے لیے قرآن پڑھنا

بمطابق: اللجنه الدائمه (Lajna Da'ima)

فتویٰ نمبر ۲۲۳۲ سے ماخوذ

سوال:

کیا قرآن پڑھنے اور مختلف نیک اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟ خواہ یہ (نیک اعمال) اس کی اولاد کی طرف سے ہوں یا دوسروں کی طرف سے؟

جواب:

جہاں تک ہمارے علم میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے قرآن پڑھا ہو اور اس کا ثواب اپنے قریبی رشتہ داروں یا کسی اور فوت شدہ شخص کو ہبہ کیا ہو۔ اگر اس کا ثواب ان تک پہنچتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کا بہت اہتمام کرتے اور اپنی امت کو اس کی وضاحت فرماتے تاکہ وہ اپنے فوت شدگان کو فائدہ پہنچا سکیں۔ یقیناً، رسول اللہ ﷺ مومنوں پر نہایت مہربان، شفیق اور رحم کرنے والے تھے۔

آپ کے بعد آنے والے خلفائے راشدین اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس سلسلے میں آپ ہی کے طریقے کی پیروی کی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی قرآن کا ثواب کسی دوسرے کو بھیجا ہو۔

تمام بھلائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور خلفائے راشدین اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کی پیروی کرنے میں ہے، اور تمام برائی **بدعات** اور نئے ایجاد شدہ طریقوں کی پیروی میں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا ہے اور آپ کا فرمان ہے:

"دین میں نئے ایجاد کردہ معاملات سے بچو، کیونکہ ہر نیا ایجاد کردہ معاملہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

"جس نے ہمارے اس دین کے معاملے میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔"

لہٰذا، اس بناء پر میت کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے، اور اس پڑھنے کا ثواب اس تک نہیں پہنچتا، بلکہ یہ ایک **بدعت** ہے۔

رہے دیگر نیک اعمال جو انسان کو اللہ کے قریب کرتے ہیں، تو جن کے بارے میں صحیح دلائل موجود ہیں کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، انہیں قبول کرنا واجب ہے، جیسے میت کی طرف سے **صدقہ کرنا، اس کے لیے دعا کرنا، اور اس کی طرف سے حج کرنا**۔

جس عمل کے ثابت ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو، وہ اس وقت تک مشروع (دین کا حصہ) نہیں ہے جب تک کہ اس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

خلاصہ یہ کہ علماء کے صحیح ترین اقوال کے مطابق، میت کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اور اس پڑھنے کا ثواب اس تک نہیں پہنچتا، بلکہ یہ ایک بدعت ہے۔

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔

[https://tinyurl.com/yvnvry57]

حصہ ۹ - میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب پہنچنا

میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب پہنچنا

بمطابق: شیخ محمد ناصر الدین البانی

سائل:

اے ہمارے شیخ! شارحِ کتاب الطحاویہ (کتاب الطحاویہ کی شرح کرنے والے) نے 'ثوابِ قراءت' کے ابواب کی تحقیق میں کہا ہے کہ صرف سلف کا یہ عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ثواب میت کو نہیں پہنچے گا۔ نیز، روزے کے ثواب کے میت کو پہنچنے میں کیا فرق ہے، جو کہ صرف نیت اور کھانے پینے سے رُکنا ہے، اور قراءت اور ذکر کے ثواب کے میت کو

پہنچنے میں کیا فرق ہے؟ اے شیخ! اس اصول کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

شیخ البانی کا جواب:

اولاً، دلیل یہ نہیں ہے کہ اس کا ذکر سلف سے نہیں ہوا یا سلف نے اسے نہیں کیا۔

بلکہ، دلیل یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک عام اصول کے خلاف ہے، اور اس اصول کو کسی خاص نص کے بغیر خاص کرنا جائز نہیں ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا سلف صالحین سے منقول ہو۔

یہ اصول سب کے نزدیک معروف ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

أَمۡ لَمۡ يُنَبَّأۡ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبۡرَٰهِيمَ ٱلَّذِي وَفَّىٰٓ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٞ وِزۡرَ أُخۡرَىٰ وَأَن لَّيۡسَ لِلۡإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

ترجمہ: "کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے، اور ابراہیم کے صحیفوں میں جس نے (احکامِ الٰہی) پورے کیے: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ **انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا** (نیک یا بد)۔" [سورۃ النجم: ٣٦-٣٩]

{وَأَن لَّيۡسَ لِلۡإِنسَـٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ }

ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا۔"

اس اصول کی رُو سے ہم کہتے ہیں کہ قراءت کا ثواب عام مسلمانوں تک نہیں پہنچتا جن کے لیے اس نیت سے قراءت کی گئی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ روزے اور قراءت میں کیا فرق ہے کہ روزے کا ثواب پہنچتا ہے مگر قراءت کا نہیں؟

یہاں مجھے بعض متاخرین علماء کا ایک مقولہ یاد آتا ہے جب وہ اپنے مخالفین میں سے بعض سے مناظرہ کرتے تھے تو

کہتے تھے: "پہلے تخت کو ثابت کرو، پھر نقش و نگار بناؤ!" (یعنی بنیاد رکھو پھر آرائش کرو)۔

اگر تخت ہی موجود نہیں تو تم ہوا میں کیسے نقش و نگار بناؤ گے!

میرا مطلب یہ ہے کہ: کہاں ہے وہ دلیل کہ روزے کا ثواب عام مسلمانوں کو پہنچتا ہے؟

یہ محض ایک وہم ہے اور اس کی کوئی دلیل قطعاً موجود نہیں، تاکہ قراءت کو روزے پر قیاس کرنا درست ہو۔

حالانکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ابن حزم کے ساتھ نہیں ہیں جو قیاس کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں، لیکن ہم ان **رائے پرستوں اور قیاس پرستوں** کے ساتھ بھی نہیں ہیں جنہوں نے ابن حزم کے برعکس انتہا اختیار کر لی ہے۔ ابن حزم نے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، قیاس کا کلی طور پر انکار کیا، جبکہ ان دوسرے لوگوں نے قیاس میں بہت زیادہ وسعت اختیار کی

اور ایسے احکام لے آئے جن کی مسلمانوں کو بالکل ضرورت نہیں تھی۔

ہم درحقیقت، قیاس کا انکار کرنے والوں اور اس میں وسعت اختیار کرنے والوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ میں نے اس درمیانی راہ کو امام قرشی مطلبی محمد بن ادریس شافعی کے قول سے اخذ کیا ہے، جہاں انہوں نے فرمایا:
"القياس ضرورة" (قیاس ایک ضرورت ہے)۔

یعنی اس مسلمان کے لیے کوئی مخرج تلاش کرنا جسے کوئی نص نہ ملے، ہو سکتا ہے نص موجود ہو لیکن وہ اس تک نہ پہنچا ہو یا اسے معلوم نہ ہوئی ہو، تو ایسی صورت میں قیاس ضروری ہو جاتا ہے۔

اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں، قیاس کی شرائط ہوتی ہیں۔ لہٰذا، عبادات میں وسعت پیدا کرنے کے لیے قیاس کا استعمال درست نہیں، کیونکہ شریعت میں جو عبادات آ چکی ہیں وہ نئی چیزیں لانے سے کافی اور زیادہ ہیں۔

یہیں سے دین میں **'بدعتِ حسنہ'** (اچھی بدعت) کا قول رکھنے والوں کی واضح اور جلی غلطی سامنے آتی ہے۔ تو ہم یہاں کہتے ہیں:

قیاس کیوں؟ قراءت کو روزے پر کیوں قیاس کیا جائے، اگر یہ ثابت ہوتا کہ ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے، خواہ وہ فرض ہو یا نفل، مگر اس کی قطعاً کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

پھر، یہ قیاس ان قیاس کرنے والوں کے لیے ایک دروازہ کھول دے گا جسے میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کوئی بھی بند کر سکے گا، سوائے اس کے کہ وہ اصول کی طرف واپس لوٹ آئیں:

{وَأَن لَّيۡسَ لِلۡإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ }

ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا۔"

اور اس اصول سے جو بھی استثناء کیا جائے گا، اس کے لیے ایک **قابلِ اعتماد نص** کا ہونا ضروری ہے، خواہ وہ عام اور خاص کے پہلو سے ہو، یا مطلق اور مقید کے پہلو سے۔

قیاس کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں ہے تاکہ ایسے اصول کو محدود کیا جا سکے جو دین کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ یہ ان پر ایک ایسا دروازہ کھول دے گا جسے وہ بند نہیں کر پائیں گے، اور کیسے کر پائیں گے؟

اگر یہ پوچھا جائے کہ قراءت اور روزے میں کیا فرق ہے، تو شاید کوئی شخص یہ بھی پوچھ لے کہ قراءت اور نماز میں کیا فرق ہے؟

تو جس طرح آپ فوت شدہ مسلمانوں کے لیے ثواب بھیجنے کی نیت سے تلاوت کرتے ہیں، اسی طرح آپ فوت شدہ مسلمانوں کے لیے نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا، نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کا جو جواب ہو گا، وہی ہمارا روزے کے بارے میں جواب ہے، اور وہی جواب ہماری طرف سے فوت

شدہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے تلاوت کرنے کے بارے میں بھی ہے۔ یہ میری رائے ہے۔

[ماخوذ از سلسلہ الھدیٰ والنور نمبر ۷۸۳]

حصہ ۱۰ کیا قرآن کی تلاوت کا ثواب بھیجنا جائز ہے؟

کیا قرآن کی تلاوت کا ثواب بھیجنا جائز ہے؟

بمطابق: شیخ محمد ناصر الدین البانی

سوال:

اے شیخ! کیا قرآن کی تلاوت کا ثواب (میت کو) بھیجنا جائز ہے؟ کچھ لوگ اس موضوع پر 'شرح العقیدہ الطحاویہ' پر آپ کے تبصرے سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ اسے جائز سمجھتے ہیں۔

شیخ:

پیارے بھائی! میں مطلقاً (عام طور پر ہر ایک کے لیے) یہ نہیں کہتا کہ یہ جائز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بیٹا کمائی میں سے ہے... جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«أطيب الكسب كسب الرجل من عمل يده، وإن أولادكم من كسبكم»

"بہترین کمائی وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ کے عمل سے کمائے، اور یقیناً تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ﴾

ترجمہ: "اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے آثار کو۔" [یٰس: ١٢]

اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے صحیح حدیث میں فرمایا:

«إذا مات الإنسان»

"جب انسان مر جاتا ہے..."

اور ایک روایت میں ہے:

«إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من
ثلاث: صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد
صالح يدعو له»

"جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: جاری رہنے والا صدقہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔"

یہ نیک اولاد کا نیک عمل اپنے والدین کو فائدہ پہنچاتا ہے، کیونکہ وہ اپنے والدین کے آثار میں سے ہے۔

﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ﴾

ترجمہ: "اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے آثار کو۔" [یٰس: ١٢]

تاہم، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ قراءت **والدین کے علاوہ کسی اور کو فائدہ** پہنچاتی ہے، اور اسی طرح کوئی بھی نیک عمل والدین کے علاوہ کسی اور کو فائدہ پہنچائے۔

شاید آپ کو یاد ہو کہ بعض متقدمین علماء کہتے ہیں: کہ کسی شخص کا کسی مسلمان کی طرف سے صدقہ کرنا، تو یہ صدقہ انہیں پہنچتا ہے اگرچہ وہ والدین کے علاوہ ہوں۔ **لیکن ہم اس معاملے میں اسے صرف والدین تک پہنچنے تک محدود رکھتے ہیں۔** بیٹے کا صدقہ کرنا، تو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح تمام نیک اعمال، جیسے غلام آزاد کرنا، اور عام طور پر تمام عبادات والدین کو پہنچتی ہیں، ان عمومی دلائل کی وجہ سے جو ہم نے پہلے ذکر کیے۔

ہم اس رائے پر قائم نہیں ہیں کہ ان نیکیوں یا ان عبادات سے **والدین کے علاوہ کوئی اور فائدہ** اٹھائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس بات پر دوبارہ غور کیا جائے تاکہ ہماری طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جو ہم نہیں کہتے۔ **ہم صرف اسی محدود تعین کے ساتھ کہتے ہیں۔**

[سلسلہ الہدیٰ والنور ٣٦٦ @ ٠٤:٥٦]